

فقہی احکام کے استنباط میں اصول فقہ کی ضرورت و اہمیت

Need and importance of Principles of Jurisprudence in extraction of Sharia injunctions

ڈاکٹر تاج محمد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

Abstract:

All science, knowledge beneficial for human beings and there is nothing useless either worldly knowledge or religious. Religious knowledge is considered more important because the success of people is linked in the world as well in hereafter with it. Shariah teaches us ways of life. Laws of Quran and Hadith are limited and the problems of the world are unlimited. In the light of Quran and Hadith solutions of the problems could be understood by the Islamic Fiqah and by the principles of Fiqah. Faqih (Legal Islamic Expert) follows the principles of Islamic Fiqah and in the guidance of it he elicit the problems. Without his counselling from principles of Islamic jurisprudence it is impossible.

Currently there are lots of modern challenges created in Islamic societies which were rare in ancient days and to know the solution of those challenges discretion (Ijtihad) has become very important and for Mujtahid, it is necessary to have great knowledge of Fiqah (Islamic jurisprudence).

Key Words: Discretion, Legal Expert, Principles of Islamic Jurisprudence, Elicitation, Importance, Necessity and Deductio.

مصادر شریعت جن کے ذریعے فقہی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ وہ کئی بیان کئے ہیں سب سے پہلا مصدر قرآن مجید ہے جو تمام مصادر کی اصل ہے کیونکہ کلام الہی ہے جو انسانیت کے لئے دستور حیات اور ضابطہ حیات کے طور پر نازل کیا گیا ہے جو تمام ادلہ کا مرجع اور سرچشمہ ہے دوسرا مصدر حدیث مبارکہ ہے جو قرآن کریم کا بیان اور تشریح ہے۔ یہ دونوں مصادر اصل الاصول ہیں دیگر مصادر انہی کی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں

بنائے گئے ہیں۔ ان کے تشریعی مصدر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں البتہ اجماع اور قیاس میں علماء کا اختلاف ہے کچھ مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے تاہم جمہور علماء اس کے قائل ہیں جبکہ ان کے علاوہ دیگر مصادر میں جمہور علماء کا بھی اختلاف ہے۔ اصول فقہ میں انہی مصادر کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔

علم خواہ کوئی بھی ہو اس کی اہمیت مسلم ہے کیونکہ ہر علم اپنے اندر افادیت کے کئی پہلو رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں دینی علوم کی اہمیت کو مختلف مقامات پر اجاگر کیا ہے وہیں دنیاوی علوم جن کو ہم آج سائنس اور سماجی علوم کہتے ہیں کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے۔ بلکہ قرآن حکیم کا نزول ہی ان آیات سے ہوتا جن میں تخلیق انسانی کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے جسے سائنس علوم میں علم حیاتیات کہتے ہیں۔ یہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن کریم کا ہر حکم ہر آیت اور لفظ معنی خیز ہے۔ اس میں کوئی لفظ بے مقصد نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کلام حکیم ہے اور قول الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ کے مصداق کوئی پہلو حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ دنیاوی علوم کے مقابلے میں دینی علوم کو فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ اس لئے کہ دینی علوم دین و دنیا دونوں کی فلاح کا ذریعہ ہے۔ جبکہ سائنس صرف دنیا کی آسائش ہی مہم پہنچا سکتی ہے اور آخرت کی تیاری کے لئے مفید عام نہیں۔ تاہم اس کا حصول بھی ناگزیر ہے ورنہ قدرت کے عطیات جو مختلف انداز میں آسائشوں کا باعث ہیں بے معنی ہو کر رہ جاتے۔

دینی علوم میں بھی درجہ بندی تو ہے لیکن ہر علم اپنی جگہ پر ناگزیر ہے۔ ان میں اصول فقہ کو منفرد مقام حاصل ہے، یہ جہاں فقہی احکام کے استنباط میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے وہاں قرآن و حدیث کے احکامات کو سمجھنے اور ان سے مسائل اخذ کرنے میں مدد و معاون بھی ہے۔ اصول فقہ کے علم کی اہمیت اس پہلو سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ فقہی معاملات میں کمال مہارت وہی شخص رکھتا ہے جس کو اصول فقہ میں مہارت ہو۔ اس کے بغیر فقہی احکام کا استنباط ممکن نہیں۔

اصول فقہ کا مفہوم

اصول فقہ دراصل دو الفاظ کا مجموعہ ہے یعنی اصول اور الفقہ اصول مضاف اور الفقہ مضاف الیہ جس کا لفظی معنی ہوا فقہ کے اصول۔ یعنی ایسے اصول و قواعد جن کے ذریعے احکام فقہ یا شرعی احکام کا اخذ و استنباط کیا جاتا ہے۔ اصولیین نے اسکی مختلف الفاظ میں تعریفات کی ہیں جس کے ذریعے ہر ایک نے اپنا اپنا نقطہ نظر واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان تعریفات میں سب سے بہتر اور انتہائی واضح تعریف علامہ ابن حاجب کی ہے لکھتے ہیں۔

أَمَّا هَذَا الْقَبْلِيُّ: الْعِلْمُ بِالْقَوَاعِدِ الَّتِي يُتَوَصَّلُ بِهَا إِلَى اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْفَرْعِيَّةِ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِ (١)
 لقبی اعتبار سے اس (علم) کی تعریف یہ ہے کہ ان قواعد کے علم کو (اصول فقہ) کہا جاتا ہے جو اولہ تفصیلیہ سے شریعت کے فروعی احکام کے استنباط تک پہنچاتے ہیں۔

علامہ شوکانی نے مزید واضح تعریف ان الفاظ میں کی ہے: العلم بالقواعد والأدلة الإجمالية التي يتوصل بها إلى استنباط الفقه (٢)

ترجمہ:

اصول فقہ ان قواعد اور اولہ اجمالیہ کا علم ہے جن کے ذریعے فقہی احکام کا استنباط ہوتا ہے۔
 ان تعریفات میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ ایک اولہ تفصیلیہ اور دوسری اولہ اجمالیہ: ان کی مختصر وضاحت ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ اولہ تفصیلیہ سے مراد وہ فروعی جزئیات۔ جن کا تعلق مکلفین کے ہر فعل کے لئے علیحدہ دلیل سے ہے مثلاً نماز کے لئے اقیما الصلوٰۃ یہ دلیل جزئی ہے جبکہ وجوب صلوٰۃ کے اجمالی دلیل یا اصول فقہ کا قاعدہ الامر للوجوب۔

اس لئے فقہی اور اصولی کی بحث کا موضوع بھی جدا جدا ہے۔ اصولی اولہ اجمالیہ سے بحث کرتے ہیں جبکہ فقہ اولہ جزئیہ سے بحث کرتے ہیں۔ فقہ اور اصولی کا مطمع نظر ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ احکام شریعت تک رسائی ہو جائے۔ گو اصول میں رسائی کے منہج اور طرق استنباط بتائے جاتے ہیں اور فقہ میں ان منہج کی روشنی میں عملی احکام مستنبط کئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں۔

اصول فقہ سے مراد وہ قواعد وضوابط اور وہ اصول ہیں جن سے کام لے کر ایک فقہ قرآن مجید سنت رسول ﷺ اور شریعت کے دوسرے ماخذ سے فقہی احکام معلوم کرتا ہے۔ اور روزمرہ پیش آنے والے عملی مسائل کے لئے تفصیلی ہدایات مرتب کرتا یعنی شریعت کے عملی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل سے معلوم کرنے میں جو قواعد وضوابط مدد و معاون ثابت ہوں، ان قواعد وضوابط کے مجموعے کا نام اصول فقہ ہے۔ (٣)

اصول فقہ کی ضرورت واہمیت:

ڈاکٹر محمود احمد غازی اصول فقہ کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ علم نہ صرف علوم اسلامی میں بلکہ تمام انسانی علوم و فنون میں ایک منفرد شان رکھتا ہے یہ عقل و نقل کے امتزاج کا ایک ایسا منفرد نمونہ ہے جس کی مثال نہ صرف اسلام کی تاریخ میں بلکہ دوسرے علوم و فنون کی تاریخ میں بھی ناپید ہے۔ (۴)

محققین نے علم اصول فقہ کی اہمیت اور اس کی ضرورت و افادیت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے جسے قارئین کی خدمات میں پیش کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن خلدون اصول فقہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

علوم شرعیہ میں اصول فقہ کا مرتبہ بہت بلند ہے اور وہ اپنے اندر بڑے فائدے رکھتا ہے۔ یہ علم اولہ شرعیہ میں اس طور پر نظر و غور و فکر کرنے کے قواعد بتاتا ہے جن کے ذریعے احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ (۵)

علامہ شاطبی نے اصول فقہ کی اہمیت کے متعلق خاصی مفید اور سیر حاصل بحث کی ہے: **إِنَّ أَصُولَ الْفِقْهِ فِي الدِّينِ قَطْعِيَّةٌ لَا ظَنِّيَّةٌ، وَالِدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ أَنَّهَا رَاجِعَةٌ إِلَى كَلِّيَّاتِ الشَّرِيعَةِ، وَمَا كَانَ كَذَلِكَ؛ فَهُوَ قَطْعِيٌّ. بَيَانُ الْأَوَّلِ ظَاهِرٌ بِالِاسْتِقْرَاءِ الْمَفِيدِ لِلْقَطْعِ. وَبَيَانُ الثَّانِي مِنْ أَوْجُهٍ:**

أَحَدُهَا: أَنَّهَا تَرْجِعُ إِذَا إِلَى أَصُولٍ عَقْلِيَّةٍ، وَهِيَ قَطْعِيَّةٌ، وَإِذَا إِلَى الْإِسْتِقْرَاءِ الْكَلِّيِّ مِنْ أَدَلَّةِ الشَّرِيعَةِ، وَذَلِكَ قَطْعِيٌّ أَيْضًا، وَلَا نَالِثَ لِهَذَيْنِ إِلَّا الْمَجْمُوعُ مِنْهُمَا، وَالْمُؤَلَّفُ مِنَ الْقَطْعِيَّاتِ قَطْعِيٌّ، وَذَلِكَ أَصُولُ الْفِقْهِ.

وَالثَّانِي: أَنَّهَا لَوْ كَانَتْ ظَنِّيَّةً؛ لَمْ تَكُنْ رَاجِعَةً إِلَى أَمْرِ عَقْلِيٍّ؛ إِذَا الظَّنُّ لَا يُقْبَلُ فِي الْعَقْلِيَّاتِ، وَلَا إِلَى كَلِّيٍّ شَرْعِيٍّ لِأَنَّ الظَّنَّ إِنَّمَا يَتَعَلَّقُ بِالْجَزْئِيَّاتِ.

وَالثَّالِثُ: أَنَّهُ لَوْ جَازَ جَعْلُ الظَّنِّ أَصْلًا فِي أَصُولِ الْفِقْهِ؛ لَجَازَ جَعْلُهُ أَصْلًا فِي أَصُولِ الدِّينِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ بِاتِّفَاقٍ. (6)

اصول فقہ دین میں قطعی چیز ہے۔ ظنی نہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ کلیات شرعیہ کی طرف راجع ہوتے ہیں، اور جو کلیات شرعیہ کی طرف راجع ہوں تو وہ قطعی ہوتے ہیں، بیان اول تو ظاہر ہے کہ استقراء قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور بیان ثانی کی تین وجوہ ہیں۔

(۱) یہ اگر اصول عقلیہ کی طرف راجع تو اس صورت میں یہ قطعی ہے اور اگر استقراء کلی ادلہ شرعیہ کی طرف راجع ہو تو بھی قطعی ہے۔ ان دونوں کے سوا تیسری صورت نہیں ہوگی، قطعیات کی تالیف سے وجود پذیر ہونے والی شے بھی قطعی ہوتی ہے اس لئے اصول فقہ قطعی ہے۔

(۲) اگر اصول فقہ ظنی ہو تو امر عقلی کی طرف راجع نہیں ہو سکتا۔ اس لئے عقلیات میں ظن قابل قبول نہیں اور نہ ہی شریعت کے کلی اصولوں میں۔ کیونکہ ظن کا تعلق جزئیات سے ہے۔

(۳) اگر ظن کو اصول فقہ میں اصل قرار دینا جائز ہو تو اصول دین میں بھی اصل قرار دینا جائز ہوگا، حالانکہ بالاتفاق ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ گویا اصول فقہ کا علم قطعی ہے، اس میں ظن کا کوئی تعلق نہیں اس لئے یہ قطعی علم ہے کیونکہ اس کی بنیاد ٹھوس اور مستحکم اصولوں پر قائم ہے، یعنی اصول فقہ کا علم اپنی اصل کے اعتبار سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

علامہ اسنوی اصول فقہ کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فَإِنْ أَصُولُ الْفِقْهِ عِلْمٌ عَظِيمٌ نَفْعُهُ وَقَدْرُهُ وَعِلَا شَرْفِهِ وَفَخْرُهُ إِذْ هُوَ مَثَارُ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَمَنَارُ الْفَتَاوَى الْفُرْعِيَّةِ الَّتِي بِهَا صَلَاحُ الْمُكَلَّفِينَ مَعَاشًا وَمَعَادًا ثُمَّ إِنَّهُ الْعُمْدَةُ فِي الْاجْتِهَادِ وَأَهَمُّ مَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوَادِّ.

مزید لکھتے ہیں:

أَنَّ الرُّكْنَ الْأَعْظَمَ وَالْأَمْرَ الْأَهَمَّ فِي الْاجْتِهَادِ إِنَّمَا هُوَ عِلْمُ أَصُولِ الْفِقْهِ - (۷)

اصول فقہ نہایت عظیم المنفعت اور جلیل القدر علم ہے، دیگر علوم پر اس کی بزرگی اور برتری کے ثبوت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ علم احکام شرعیہ کا منبع اور فروعی معاملات جن سے مکلفین کی معاش و معاش کی اصلاح وابستہ ہے، کے بارے میں صادر کئے جانے والے فتاویٰ کا معیار ہے، بایں طور پر بھی کہ اجتہاد کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان اور بلند قامت عمارت (فقہ) کی بنیاد ہے۔ یہ چیز بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے اور توجہ طلب ہے کہ اجتہاد سر اسر علم اصول فقہ سے ہی عبارت ہے۔

محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں:

فَإِنَّ عِلْمَ أَصُولِ الْفِقْهِ هُوَ الْعِلْمُ الَّذِي يَبِينُ الْمَنَاسِجَ الَّتِي انْتَهَجَ الْأَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُونَ فِي اسْتِنَابِ طَهُمٍ وَتَعْرِفِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ مِنَ النُّصُوصِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا بِاسْتِخْرَاجِ الْعِلَلِ الَّتِي تَبْنِي عَلَيْهَا الْأَحْكَامَ، وَتُبَسِّصُ الْمَصَالِحَ الَّتِي قَصِدَ إِلَيْهَا الشَّرْعُ الْحَكِيمُ، وَإِثَارَ إِلَيْهَا الْقُرْآنَ الْكَرِيمَ وَصَرَحَتْ بِهَا أَوَاءُاتُ إِلَيْهَا السُّنَّةُ النَّبَوِيَّةُ، الْهَدْيُ الْحَمْدِيُّ، فَعِلْمُ أَصُولِ الْفِقْهِ عَلَى هَذَا هُوَ مَجْمُوعَةُ الْقَوَاعِدِ الَّتِي تَبِينُ الْفَقْهَ طَرِيقَ اسْتِخْرَاجِ الْأَحْكَامِ مِنَ الْأَدَلَةِ الشَّرْعِيَّةِ - (۸)

علم اصول فقہ میں ایسے منہاج بیان کئے جاتے ہیں جن کی ضرورت ائمہ مجتہدین کو احکام کے استنباط کے لئے پڑتی ہے۔ فصوص سے احکام شرعیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح علل کا استخراج جن پر احکام کی بنیاد ہوتی ہے۔ ان مصالح کی رعایت جن کی طرف قرآن کریم نے وضاحت یا اشارہ کر دیا ہے۔ اسی طرح سنت میں جن چیزوں کی صراحت یا اشارہ ہوا ہے، لہذا اصول فقہ ان قواعد و اصول کے مجموعہ کا نام ہے جو اولہ شرعیہ سے استخراج احکام کا طریقہ بتاتے ہیں۔

عبد الوہاب خلاف اصول فقہ کی اہمیت، اس کی ضرورت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

إن علم أصول الفقه لا يستغني عنه مجتهد في تبينه النصوص وتفنيته فيما لا نص فيه، ولا قاض في فهمه مواد القانون حق فهمها، وتطبيقها التطبيق الذين يحقق العدل وما قصده الشارع بها، ولا فقيه في بحثه ودرسه وتحليله ومقارنته ومقابلته بين المذاهب والأراء. (۹)

علم اصول فقہ سے کوئی بھی مجتہد مستغنی نہیں ہے۔ نصوص کے بیان میں یا وہ مقام جہاں نص وار نہیں ہوئی اور نہ مسائل کی تطبیق کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی عدل کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکتا ہے جو فی الحقیقت شارع کا مقصد ہے۔ فقیہ بحث کو سمجھ سکتا ہے نہ درس دے سکتا ہے نہ املاء کر سکتا ہے اور نہ ہی مذاہب کے مابین آراء کا تقابل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یعنی اصول فقہ کے علم میں مجتہد کو یہ رہنمائی فراہم کی جاتی ہے کہ احکام کا استخراج کیسے کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریق لفظی ہو یا دو صورتوں میں تعارض پیدا ہو جائے یا تقدیم و تاخیر کا اختلاف ہو تو ان میں مطابقت پیدا کرنا یا طرق معنوی ہو جیسے نصوص سے علل کا استخراج اور اس کی عمومیت و خصوصیت ان تمام صورتوں کی معرفت صرف اصول فقہ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

علامہ سرخسی اصول فقہ کی اہمیت اور دیگر علوم پر اس کی برتری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ونشكره على ان هداانا اليه بما هو اصل في الدين المروءة، وهو العلم الذي هو انفس الاعلاق واجل مكتب في الآفاق فهو اعز عند الكريم من الكبريت الاحمر والزمرد الاحضر، ونشارة الدر والعنبر، ونفيس الياقوت الجوهر، من جمعه فقد جمع العز والشرف، وعدمه فقد عدم مجامع الخير واللطف. (۱۰)

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں اس خوشبودار پودے کی طرف رہنمائی فرمائی جو دین میں اصل ہے۔ یہ وہ علم ہے جو نفیس سے نفیس تر ہے، اسی لئے آفاق میں اللہ کریم کے نزدیک معزز رکھا گیا ہے۔ یہ خالص سونے، سبز زمر، بکھرے ہوئے موتیوں اور عنبر سے بہتر ہے۔ یا قوت اور جوہرات اس پر قربان ہوتے ہیں، جس نے اسے جمع کر لیا گویا اس نے عزت و شرف کو حاصل کر لیا اور جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر و لطف سے محروم رہا۔

ابو الوفاء افغانی اصول سرخسی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فان علم الاصول من اشرف العلوم وانفعها حيث يتعرف به طرق استنباط الاحكام العملية من ادلتها التفصيلية على صعوبة مداركها، ودقة مسالكها، فمن الم به يكون ملحا بمدارك المجتهدين، ذابصيرة في احكام الاستنباط۔ (۱۱)

یقیناً اصول فقہ کا علم سب سے زیادہ اشرف اور نفع مند ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس میں اولہ تفصیلیہ کے ذریعہ عملی احکام کے استنباط کا طریقہ بتایا جاتا ہے جن کا ادراک مشکل اور دقیق راہ سے ہوتا ہے۔ اس راہ کو اختیار کرنے والا ان تمام امور کو جانتا ہو اور احکام کے استنباط کی بصیرت رکھتا ہو۔

عباس متولی لکھتے ہیں

كان هذا العلم من اعظم العلوم نفعاً، واقواماً اثرأ في تربية الملكات الفقهية، والمدارك القانونية، وكيف لا يكون شأنه، وهو علم القواعد والضوابط التي يسترشد بها الفقهاء والقضاة والدارسون للقانون۔ (۱۲)

علم اصول فقہ ہر ایک مسئلہ کے قواعد و ضوابط فراہم کرتا ہے کہاں کیا حکم عائد ہوگا، اسی لئے یہ علم تمام علوم سے زیادہ نفع مند اور قومی الاثر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فقیہ میں احکام کے استنباط کا ملکہ پیدا کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ اور یہ فقہاء قضاة اور قانون کی تدریس کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔

محمد زکریا پردیسی نے اصول فقہ کی ضرورت اور اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ضرورت تشریح کی محتاج ہے از خود یہ واضح نہیں ہو سکتا کہ کون سی تشریح سماوی ہے اور کون سی وضعی، لہذا ایسے ذرائع کی ضرورت پڑتی ہے جن سے ان میں فرق کرنے میں مدد مل سکے۔ جب انسان کو حاجت کی حفاظت مقصود ہوگی تو لامحالہ اس حاجت کے لئے تشریح کی بھی ضرورت پڑے گی۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تشریعات تمام مسائل کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ نصوص سماویہ اور وضعیہ تنہا ہی ہیں اور مسائل لامتناہی۔ اس لئے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ جن معاملات میں نص وارد ہوئی ہے ان پر ان مسائل کو قیاس کیا جائے جن میں نص موجود نہیں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ﴾۔ (۱۳) یہ تمام باتیں اس وقت معلوم ہوتی ہیں جب قیاس کے ارکان شرائط و علل کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان تمام باتوں کا تعلق علم اصول فقہ سے ہے۔ (۱۴)

حضور رسالت مآب ﷺ کا عہد مسعود سادہ معاشرے پر مشتمل تھا، اس دوران جو بھی مسائل سامنے آئے قرآن کریم اور اجتہاد نبوی ﷺ کے ذریعے تشریح کر دی، بعد ازاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور آیا انہیں بھی کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ وہ سب درسگاہ نبوت کے تربیت یافتہ تھے۔ مرور زمانے کے ساتھ ساتھ بلاد اسلامیہ میں وسعت اور دیگر اقوام جو عجیب تھے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تمدن کی وسعت اور نئے پیش آمدی مسائل جو قرون اولیٰ اور ثانی میں تھے رونما ہونے لگے۔ ایسے وقت میں جب فلسفی عقل داخل ہوئی تو مسائل بڑھ گئے اور بہت سے اختلاف پیدا ہو گئے ہر معاملے کو عقل پر پرکھنے کا دور شروع ہوا یعنی یونان کا فلسفہ جب مسلمانوں میں داخل ہوا تو معاملہ کافی حد تک مسلمانوں کے لیے پریشانی کا باعث بن گیا عبادات، معاملات، دنیاوی زندگی ہو یا آخرت حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق سوالات اٹھنے لگے جس سے لوگوں کے ذہن منتشر ہونے لگے تو ائمہ مجتہدین نے ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے اصول و ضوابط مرتب کئے جن کی روشنی میں مسئلے کا صحیح حل تلاش کیا جاسکے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی طے کر دیا کہ شریعت اسلامیہ عقل کے تابع نہیں بلکہ احکام خداوندی اور اس سے حاصل ہونے والے دلائل کے تابع ہے۔ اس کام پر آئمہ ملت نے خوب محنت کی اور ایسی پختہ بنیادیں قائم کیں جن پر قیامت تک عمارت سازی کی جاسکتی ہے۔ اسی لئے آئمہ ملت نے علم اصول فقہ کو تمام علوم میں اہم اور افضل قرار دیا ہے۔

شروع شروع میں جب قواعد کلیہ وضع ہوئے اور مختلف فقہاء نے اپنے اپنے مطالعہ اور بصیرت کی بنیاد پر احکام شرعیہ کی مصلحتوں پر غور کر کے ان کی بنیادی اصولوں اور کلیات کے تحت ضوابط منضبط کرنے کے کام کا آغاز کیا تو یہ نہایت مقبول اور برتر علم قرار پایا۔ جن اصحاب کو علم قواعد

کلیہ سے واقفیت پیدا ہوئی ان کو فقہاء کے حلقہ میں نمایاں مقام اور خصوصی حیثیت حاصل ہوئی، اور جن اصحاب کو اس نئے مگر مقبول و محترم علم سے زیادہ واقفیت نہ تھی ان کے مقابلے میں اول الذکر کو زیادہ امتیاز حاصل ہوا۔ (۱۵)

اجتہاد کے لیے اصول فقہ کی ضرورت:

قرآن کریم آخری ہدایت خداوندی آخری انسانی دستور حیات ہے اب قیامت تک کوئی اور کتاب نازل نہیں ہوگی اس لئے یہی کتاب قیامت تک آنے والی نسل انسانی کی رہنمائی کرتی رہی گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں آپ کے بعد اور نبی نہیں آئے گا۔ دین اسلام مکمل ہو گیا۔ اس لئے قیامت تک آنے والے جتنے بھی معاملات پیش آئیں گے ان کا شرعی حل انہیں ذرائع میں تلاش کرنا ہوگا جو شریعت کی روح اور مزاج کے مطابق ہوں گے ان کے حل کے لیے اجتہاد کرنا ہوگا۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ ترقی کا انقلابی دور ہے نئے نئے معاملات سامنے آتے رہیں گے گویا کہ مسائل کا سیلاب ہے۔ جس کے آگے شرعی بند باندھنے کی ضرورت ہے تاکہ معاملات کو اسلامی رنگ میں ڈھالہ جاسکے اور اس کے لئے ہمہ وقت ہمارے مذہبی حلقے کو بیدار رہ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ بالفاظ دیگر اجتہاد کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ چکی ہے کیونکہ براہ راست ہدایت قرآن و حدیث سے شاہد نہ مل سکے بلکہ شریعت کے نظائر ہی سے حل نکالنا ہوگا۔ اجتہاد کے لئے اصول فقہ پر دسترس بصیرت اور مہارت و ملکہ ضروری ہے اس کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں۔

عبدالوہاب خلاف لکھتے ہیں:

اصول فقہ کی معرفت اجتہاد کی شرائط میں سے ہے۔ مختلف مذاہب کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ شی جو انسان سے صادر ہوتی ہے خواہ اس کا تعلق اقوال سے ہو، افعال سے، عبادات و معاملات سے، جرائم سے ہو یا احوال شخصیہ سے یا کسی اور نوع سے متعلق ہو، مثلاً عقود و تصرفات وغیرہ، ان کا حکم شریعت میں پایا جاتا ہے۔ ان احکام کے متعلق بعض دفعہ نص وارد ہوئی ہیں۔ جب کہ بعض ایسے احکام ہیں، جن کے متعلق قرآن و حدیث میں واضح نص موجود نہیں ہے لیکن شریعت ان پر دلائل قائم کر کے ایک ایسی عمارت قائم کرتی ہے جو مجتہد کی استطاعت کے مطابق ہو اور وہ ان دلائل کی روشنی میں مسئلے کی حقیقت تک پہنچ سکے۔ (۱۶)

عبدالکریم زید ان مجتہد کے لئے اصول فقہ کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے۔

علم أصول الفقه ضروري لكل مجتهد وفقهه كما ذكرنا في المقدمة، وبهذا العلم يعرف المجتهد أدلة الشرع وترتيبها في الرجوع وطرق الاستنباط الأحكام منها، وأوجه دلالات الألفاظ على معانيها، وقوة هذه الدلالات، وما يقدم منها وما يأخر، وقواعد الترجيح بين الأدلة وغير ذلك مما يبحثه علم أصول الفقه (١٧)

ترجمہ: اصول فقہ کے علم کی ہر مجتہد اور فقیہ کو ضرورت ہے جیسا کہ ہم نے کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ اس علم کی معرفت ہی سے ایک مجتہد اولہ شرعیہ اور اس کی ترتیب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ لہذا احکام کے استنباط کے طرق بھی اسی سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور الفاظ کی معانی پر دلالت کی وجوہ کا بھی اسی علم سے معلوم ہو سکتا ہے ان دلالت کی قوت، تقدیم و تاخیر اولہ کے درمیان ترجیح کے قواعد ان تمام کی بحث اصول فقہ میں ہی کی جاتی ہے۔

اجتہاد کی کئی شرائط بیان کئی گئی ہیں مثلاً یہ کہ وہ قرآن و حدیث کے جملہ علوم و احکام کا جاننے والا ہے لغت پر دسترس حاصل ہوئے۔ مسائل کے استنباط کا ملکہ بھی ہو حالات و زمانہ کی ضرورتوں سے واقف بھی ہو سابقہ اجماع اور قیاسی مسائل پر نگاہ رکھتا ہو ان کے ساتھ ساتھ اصول فقہ میں بھی مہارت رکھتا ہو۔

ڈاکٹر محمد مہربان باروی اجتہاد کی ضرورت اور اس کے شرائط کے ضمن میں لکھتے ہیں: وهذا يجب أن يعرف أنواع الأدلة الشرعية وأقسام الدلالات والقواعد۔ (١٨)

یعنی اجتہاد کے لیے اولہ شرعیہ کی انواع دلالت کی اقسام اور قواعد کا جاننا ضروری ہے۔
عبدالکریم زید ان لکھتے ہیں۔

ومن لم يصل الى مرتبة الاجتهاد، فهو بحاجة ايضا الى معرفة هذا العلم والوقوف على قواعد، حتى يعرف مآخذ اقوال الأئمة، واساس مذاهبيهم، وقد يستطيع المقارنة والترجيح بين هذا الاقوال، وتخرج الاحكام على ضوء منهاج الائمة التي اتبعوها في تقرير الاحكام واستنباطها، (١٩)

ترجمہ: جس شخص کو اس علم میں مہارت حاصل نہیں وہ مرتبہ اجتہاد پر فائز نہیں ہو سکتا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس علم کی معرفت حاصل کرے اور اس قواعد سے واقفیت حاصل کرے اور پھر یہ کہ آئمہ کے اقوال کے ماخذ کی معرفت جاننے کی کوشش کرے جو انکے مذہب کی اساس ہے تب ہی مجتہد ان اقوال کا تقابل اور ترجیح کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور آئمہ کے طریقے کی روشنی میں ہی احکام کا استخراج ممکن ہو گا۔ بہر حال احکام کی تقریر اور استنباط میں آئمہ کی پیروی کرنی ہوگی۔

مزید لکھتے ہیں

لان القواعد والاصول ا لتي قررهما علم الاصول مثل القياس واصوله قواعد الاصولية تفسير النصوص، وطرق دلالة الالفاظ والعبارات على معانيها ووجوه هذه الدلالة وقواعد الترجيح بين الادلة۔ (۲۰)

ترجمہ: کیونکہ علم الاصول کے قواعد اور اصول مقرر کئے گئے ہیں مثل قیاس اور اسکے اصول نصوص کی تفسیر کے اصول و قواعد، دلالت الفاظ اور عبارات کے معانی کا طریقہ اس کی دلالت کی وجوہ اور ادلہ کے مابین ترجیح کے قواعد۔ فروعی فقہی احکام کے اجتہاد کے لئے اصول فقہ میں کامل دسترس اور بصیرت کا ہونا ناگزیر ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں، جو نصوص وارد ہیں ان کے متعلق یہ جاننا کہ کون سی نص کس محل میں وارد ہوئی ہے، مطلق ہے یا مقید۔ اور مقید کس حیثیت سے ہے اور ان کا حکم کیا ہے۔ خاص و عام حقیقت و مجاز، نسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور دیگر تمام صورتوں کے جاننے کے لئے اصول فقہ میں مہارت ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصولیین نے انتہائی عرق ریزی سے قرآن و سنت کا مطالعہ کیا ان بحر بے کنار میں غوطہ زن ہو کر گوہر نایاب تلاش کئے اور اسی پر اسلامی قانون کے اصول مقرر کئے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کے آثار کا بھی گہرائی میں جا کر مطالعہ کیا تو ان کے لئے شریعت کی نئی راہیں کھلتی گئیں اور مقاصد شریعت کو سمجھنے میں آسانی بہم میسر آگئی۔ جس کا نتیجہ اصول فقہ کے عظیم ذخیرہ کی شکل میں سامنے آیا اور دنیا پر یہ بات ثابت کر دی کہ اسلامی قانون کی عمارت ان اصولوں کے تحت اور جو مذکورہ مصادر کی روشنی میں قائم ہوئی اس کی تزئین و آرائش کا عمل جاری ہے۔ نفسانی خواہشات اور خود غرضی کا اس میں شائبہ تک نہیں۔

اصولیین نے قرآن و حدیث کے بالاستیعاب مطالعہ کے بعد دلیل ہی کو اصل معیار قرار دیا اور اس کی قوت کو ملاحظہ کر کے احکام کی درجہ بندی کی اور ہر ایک کے لئے احکام وضع کئے۔ مثلاً جہاں امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے جو حکم کا درجہ رکھتا ہے یعنی اس کام کو کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ اس کا عمومی اور سطحی معنی یہ ہوا کہ قرآن و حدیث میں جہاں بھی امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ وہاں اس کام کو کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی و ضروری قرار دیا ہے لیکن ہر جگہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے درجے ہیں۔ جہاں زیادہ تاکید ہے اس کا درجہ سب سے بلند ہے اور جہاں کم تاکید ہے اس کا درجہ اس سے کم ہے۔

اسی پس منظر میں اصولیین نے اس کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے الامر یفید الوجوب والا اذا صرفته قرینۃ عن ذلک۔ (۲۱)

یعنی امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے ہاں اگر کوئی ایسا قرینہ پایا جائے جو اس امر کو وجوب سے پھیر دے۔

﴿وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾۔ (۲۲)

اس آیت میں اقیمو اور اطیعوا جمع امر کا صیغہ ہیں جو وجوب پر دلالت کرتے ہیں یعنی نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت لازمی اور قطعی ہے۔ چونکہ اس کی بہت زیادہ تاکید ہے اس لئے یہ حکم وجوب اصلی کے معنی میں استعمال ہو گا۔ اسی طرح ایک مقام پر امر کا صیغہ تو ہے لیکن وہ وجوب کے لئے نہیں بلکہ ندب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾۔ (۲۳)

چونکہ کتابت کے ذریعے بندوں کے باہمی معاملات کی حفاظت اور دوسروں کے حقوق کے ضیاع سے بچانا مقصود ہے اگر کوئی شخص اس پر عمل نہیں کرتا تو وہ نقصان کا خود ذمہ دار ہو گا۔ یہ مطالبہ الزامی نہیں بلکہ مندوب ہے اس پر قرینہ قرآن کریم کی دوسری آیت ہے جو اس کا سیاق ہے۔

پھر یہ کہ امر کی دلالت فوری ہوگی یا تراخی کے ساتھ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک اگر امر کا تکرار ہے تو فوری مطلوب ہو گا اور بعض کے نزدیک امر وقت کے ساتھ مفید ہو گا یا نہیں۔ اگر وقت کے ساتھ مقید ہو تو پھر دیکھنا ہے کہ اس وقت میں وسعت ہے یا تنگی اگر وسعت ہے تو آخر وقت تک تاخیر جائز ہوگی۔ اور اگر تنگی ہو تو فوری طور پر ادا کرنا ضروری ہو گا کیونکہ تنگی تاخیر کی متحمل نہیں ہو سکتی تیز اگر امر وقت کے ساتھ

مقید نہیں جیسے کفارات وغیرہ یعنی مستفیل میں صرف فعل کی ادائیگی کا حکم ہے تو پھر تاخیر جائز ہوگی یہی احناف، جعفریہ اور انکے متعلقین کا مذہب ہے۔ (۲۴)

یہی صورت حال نہیں کے صیغوں میں بھی ہوگی بعض جگہ اس صیغے سے مراد مطلق حرام ہے اور بعض دفعہ مکروہ۔ نیز اصول فقہ کی دیگر صورتیں قواعد و ضوابط جنہیں اصولیں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اخذ کئے ہیں۔ شریعت کا لازمی حصہ ہیں۔ جن کی روشنی میں فقہی مسائل استنباط کرتا ہے۔

خلاصہ بحث

اجتہاد میں قیاسی مسائل کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور استنباط کے ضمن میں مشکل ترین مرحلہ یہی ہوتا ہے۔ لہذا قیاس کے اصول، ارکان، علل اور شرائط کی معرفت علم اصول فقہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ غالباً اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کے سلسلے میں جو عام تاثر تھا اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس علوم پر دسترس رکھنے والے علماء بہت کم اور نہ ہونے کے برابر ہوں گے اس لئے اس بات کو مشہور کر دیا اور طے کر دیا کہ چونکہ اجتہاد کی شرائط اور خصوصیات کسی ایک ذات میں مجتمع نہیں اس لئے کوئی اجتہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات سے قطع نظر کہ یہ درست تھی یا نہیں تاہم اس سے علم اصول فقہ کی ضرورت اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ دور میں اجتہاد کے سلسلے میں فرد واحد کے بجائے مشترکہ کوششیں کی جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا جیسے کہ جدہ میں فقہ اکیڈمی قائم کی گئی ہے جہاں جدید مسائل کا حل علماء کرام اجتماعی طور پر کرتے ہیں اسی مبارک پور بھارت میں اس طرح کی اکیڈمی بنی ہوئی ہے۔ پاکستان میں اس کا صحیح مقام اسلامی نظریاتی کونسل ہے جس میں علماء کے علاوہ دیگر فنون ماہر بھی شامل یوں تو بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں تاکہ درست اجتہاد جو شریعت کی روح اور مزاج کے مطابق ہو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مصادر و مراجع

- (۱) ابن حجاج: عثمان بن عمر بن ابی بکر۔ کتاب المختصر منتهی الوصول والامل مصر۔ مطبعہ جمالیہ ۱۳۳۶ھ ۱۸۔
- (۲) شوکانی۔ محمد بن علی بن محمد۔ ارشاد الفخول مصر۔ مطبعہ مصطفیٰ البابى الحلبي ۱۹۳۸ ص ۳۔
- (۳) غازی۔ ڈاکٹر محمود احمد۔ محاضرات۔ فقہ۔ لاہور۔ محبوب پرنٹرز 2007۔ ص ۵۵۔
- (۴) ایضاً صفحہ ۵۵

فقہی احکام کے استنباط میں اصول فقہ کی ضرورت و اہمیت

- (۵) ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمہ ابن خلدون، (اردو ترجمہ) کراچی، جاوید پریس، ص ۴۳۴۔
- (۶) شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الاحکام، مصر، مطبعہ مدنی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۵، ج ۱۔
- (۷) اسنوی، عبدالرحیم بن الحسن، التہمید، بیروت، موسستہ الرسالہ، ۱۹۴۷ء ص ۴۵۔
- (۸) محمد ابو زہرہ، اصول الفقہ، مصر، دارالفکر العربی، ۱۹۵۷ء، ص ۶۔
- (۹) خلاف، عبدالوہاب، اصول الفقہ، مصر، مکتبہ دعویۃ الاسلامیہ، ۱۹۵۶ء، ص ۷۔
- (۱۰) سرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، تابرہ، دارالکتب العربی، ۱۳۷۲ء، ص ۳، ج ۱۔
- (۱۱) ابو الوفاء افغانی، مقدمہ اصول السرخسی، محولہ بالہ، ص ۱۔
- (۱۲) عباس متولی حمادہ، اصول الفقہ، مصر، دارالتالیف، ۱۹۶۸ء، ص ۱۱۔
- (۱۳) القرآن، الحشر، آیت ۲۔
- (۱۴) محمد زکریا پردیسی، اصول الفقہ، قاہرہ، دار الثقافتہ للنشر، ۱۹۸۵ء، ص ۳۹۔
- (۱۵) محمود احمد غازی، پروفیسر، سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، اپریل، جون ۱۹۸۹ء، ص ۷، ۸۔
- (۱۶) خلاف عبدالوہاب محولہ بالہ ص ۷
- (۱۷) عبدالکریم زیدان۔ الوجیز فی اصول الفقہ۔ لاہور، مکتبہ رحمانیہ۔ ص ۵۔ ۴
- (۱۸) باروی۔ محمد مہربان۔ ڈاکٹر۔ الاجتہاد و التقليد بین الافراط و التفریط بیروت دارالکتب العلمیہ ۲۰۱۹ء ص ۵۰۔
- (۱۹) عبدالکریم زیدان ص ۱۳۔
- (۲۰) ایضاً ص ۳
- (۲۱) زیدان، عبد الکرم الوجیز فی الاصول الفقہ۔ محولہ بالہ ص ۱۱
- (۲۲) النور۔ ۵۴
- (۲۳) البقرۃ ۲۸۱
- (۲۴) عبدالکریم زیدان۔ الوجیز فی اصول الفقہ۔ محولہ بالہ۔ ص ۲۹۸